انڈویجوئل لینڈ

انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

Karachi Youth Initiative

تاریک رات کا چاند

سچی کہانی پر مبنی

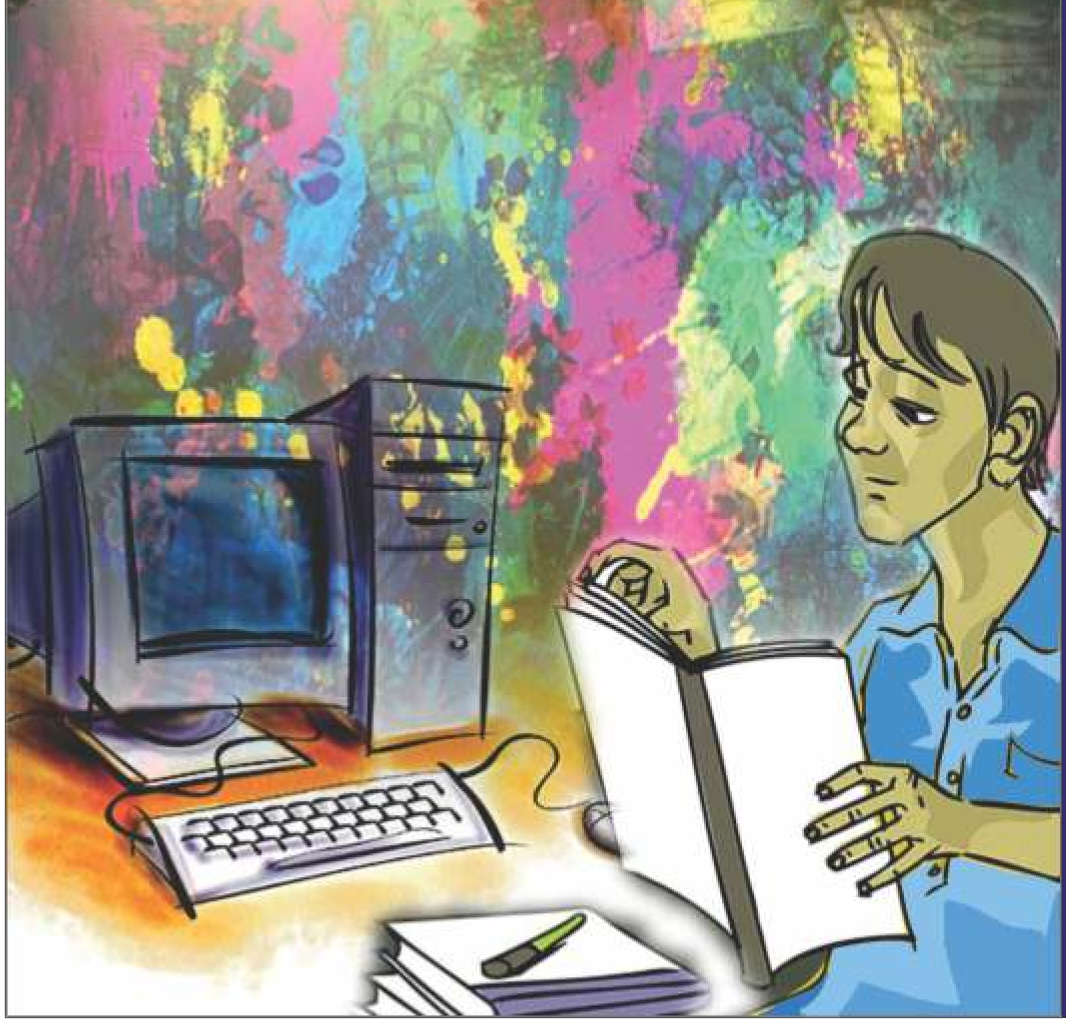

Contact us

info@individualland.com

individualland

individualland

www.individualland.com

تاریک رات کا چاند

کونٹینٹ ڈیویلپر (لکھاری)

سندس سیدہ، ذوالفقار حیدر

یحییٰ احمد، فرحان خالد

کوارڈینیشن

سید فہد الحسن

ڈیزائنر

عدیل امجد، ڈاٹ لائنز

پبلیشر

انڈویجوئل لینڈ پاکستان

فہرست

سمجھداری کا پھل ____ ۲

نادان کی دوستی ____ ٦

حوصلہ ____ ۱۵

روشن مستقبل ____ ۱۹

لیاری کی شان ____ ۲۴

انڈویجوئل لینڈ

انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

KYI

Karachi Youth Initiative

پیارے قارئین!

اسلام وعلیکم! کیسے ہیں آپ؟

اس ماہ کا یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ماہ ہم نے جس موضوع کا انتخاب کیا وہ کچھ تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے ہے۔ لیاری کے علاقے میں جہاں آپ لوگ بہت سی معاشرتی بیماریوں کو اپنے اردگرد دیکھتے ہیں وہیں آپ اس علاقے میں ہونے والے بہت سے مثبت کاموں کا حصہ بھی ہیں۔ آپ میں سے چند لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے ساتھ کوئی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہوگا یا آپ نے کوئی ایسا واقعہ دیکھا ہوگا جس کے لیے آپ شاید کچھ نہیں کر سکتے ہوں۔ لیکن ان کاموں کو ان واقعات کو دل کی گہرائیوں سے بُرا تصور کرتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گی کہ بُرائی کا ساتھ نہ دینا اور اس کو دل سے بُرا چاہنا، اس کے علاوہ اس کام کا حصہ نہ بن کر بھی آپ کچھ نہ کرتے ہوئے بھی لیاری اور اپنے ملک کے لیے بہت کچھ کر رہے ہیں۔

ہماری اس کاوش کا مقصد آپ کو ان لوگوں سے متعارف کروانا ہے جو آپ کے آس پاس ہی بستے ہیں۔ لیکن آج کل کے اس مصروفیت کے دور میں آپ کو موقع نہیں ملا کہ آپ ان کے بارے میں جانیں یا ان کے کیے گئے اقدامات سے آگاہ ہوں۔ شاید یہ شمارہ آپ کو ان لوگوں سے آگاہ کرے جن کے بارے میں آپ نے کبھی جاننا چاہا ہو لیکن آپ کو موقع نہ ملا ہو کہ آپ ان کو جانیں اور ان کے کارواں کا حصہ بنیں۔ اس شمارے میں یہی ایک سچی کہانی آپ کے سامنے پیش کرنے کی حقیری سی کوشش کی ہے۔ جس نے لیاری میں تعلیم کے حوالے سے بہت سے کام کیے ہیں۔ آیئے جانیے اپنے ہمسائیوں کو اور ان کی آپ کے لیے کی جانے والی کوششوں کو۔

اس ملاقات کا سلسلہ جاری رہے گا پڑھتے رہیئے! خوش رہیئے آباد رہیئے!

کہانی کے اصلی کردار کی شناخت کو ظاہر نہ کرنے کے لئے فرضی ناموں کا استعمال کیا گیا ہے۔

سمجھداری کا پھل

لیاری کی ایک تنگ گلی میں واقع ایک گھر کے چھوٹے سے کمرے میں ۱۲ بچے بیٹھے مختلف کاموں میں مشغول ہیں۔ان میں سے ایک کی عمر ۱۶ سے ۱۷ سال کے لگ بھگ ہے،اس کا نام عامر ہے وہ ایک کونے میں بیٹھا پڑھنے کی کوشش

کر رہا ہے۔ باقی گیارہ اس کے بہن بھائی ہیں۔عامر پڑھنا چاہ رہا ہے لیکن ایک چھوٹے سے کمرے میں گیارہ بچوں نے جو کہرام برپا کر رکھا ہے اس کی وجہ سے وہ اپنی توجہ پڑھائی پر مرکوز نہیں رکھ پا رہا۔ابھی عامر نے کتاب کا صفحہ پلٹا ہی تھا کہ ۲ سال کی عمر کے ایک بچے نے آ کر اس کی کتاب پر چھپٹا مارا اور ایک صفحہ کتاب سے الگ کر دیا۔

عامر نے غصے کے عالم میں اُس بچے کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔اب بچے نے اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا ہے۔تبھی ہلکی سی چر چراہٹ کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھلتا ہے۔کمرے میں ۳۵ سے ۴۰ سال کا ایک آدمی داخل ہوتا ہے۔وہ کندھے پر رکھے رومال سے پسینہ صاف کرتا ہوا بیڈ پر آ کر بیٹھ جاتا ہے۔وہ عامر کی کتاب کا صفحہ ننھے علی کے ہاتھ میں دیکھ کر اس کے رونے کی وجہ بھانپ جاتا ہے۔یہ ان بارہ بچوں کا باپ ہے، جسے کمرے میں آتا دیکھ کر کچھ بچے چپ کر کے بیٹھ گئے ہیں اور باقی کمرے سے باہر نکل گئے ہیں۔اِن بچوں کا باپ اپنا تھکا ہارا وجود بستر پر گرا دیتا ہے اور اپنا سر دیوار کے ساتھ لگا لیتا ہے،جیسے

وہ اپنے وجود کو سہارا دینے کی کوشش کر رہا ہو۔ تبھی اس کی تھکی تھکی نگاہیں ایک کونے میں بیٹھے عامر پر پڑتی ہیں، جسے وہ پیار بھری نگاہ سے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتا ہے۔

عامر اپنے والد کے پاس آ کر بیٹھ جاتا ہے۔چند لمحے کی خاموشی کے بعد عامر کے والد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں"عامر تم جانتے ہو کہ مجھ میں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ میں اب تمہیں مزید پڑھا سکوں"۔اتنا کہنے کے بعد وہ تھوڑی دیر خاموشی سے عامر کا چہرہ دیکھتا رہتا ہے، جیسے وہ کچھ کہنے کے لیے الفاظ جمع کر رہا ہو۔وہ پھر عامر سے مخاطب ہوتا ہے" آج میں ایک دوکان والے سے بات کر کے آیا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تم کل سے وہاں کام پر جاؤ"۔اپنی بات ختم کرتے ہی وہ عامر سے نظریں چرا لیتا ہے۔عامر ساری بات خاموشی سے سننے کے بعد باپ کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے"میں بھی یہ ہی چاہتا ہوں کہ میں آپ کا سہارا بنوں،لیکن اس کے لیے مجھے آپ سے پڑھائی جاری رکھنے کی اجازت چاہیے۔ میں خود کما کر پڑھائی بھی ساتھ ساتھ جاری رکھنا چاہتا ہوں"۔اُس کا والد اس سے نظریں چراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیتا ہے۔عامر میٹرک کا

امتحان پاس کر چکا ہے اور وہ تعلیم جاری رکھنا چاہتا ہے لیکن اس کا باپ واحد کمانے والا ہے،وہ اپنے بارہ بچوں کو بس اتنی ہی تعلیم دے سکتا ہے کہ وہ کہیں محنت مزدوری کر کے اس کا سہارا بن سکیں۔

عامر کے لیے یہ آسان نہیں تھا کہ وہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی پر بھی توجہ مرکوز رکھ

سکے، لیکن اسے اپنے باپ کا سہارا بننا تھا۔ عامر کے لیے یہ بہت آسان تھا کہ وہ لیاری جیسے علاقے میں رہتے ہوئے کوئی غلط راستہ اپنا کر پیسے کمائے، لیکن یہ اُس کے محنت کش باپ کی تربیت تھی کہ وہ ان کاموں کی جانب نہیں گیا۔ اس نے محنت کر کے روزی کمانے کو ترجیح دی۔ شاید وہ غلط کام کر کے پیسے تو کما لیتا لیکن اپنا سکھ چین، خوشحالی سب کچھ داؤ پر لگا دیتا۔ عامر نے شروع شروع میں اپنے والد کی بتائی ہوئی جگہ پر کام شروع کر دیا۔ دن گزرتے چلے گئے اور عامر نے کام کے ساتھ ساتھ پڑھائی جاری رکھی۔ اُس کے گھر کے حالات میں بہتری تو آئی مگر مہنگائی بھی اسی حساب سے بڑھتی چلی گئی۔ البتہ عامر نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی محنت جاری رکھی۔

عامر نے اسی دوران کمپیوٹر اور لینگویج کے کورس بھی کیے۔ وقت جیسے پر لگا کر اڑتا چلا گیا۔ عامر خود کو خوش نصیب تصور کرتا تھا کہ اس کو اچھے دوستوں کا سہارا تھا۔ اسی طرح ایک وہ دن بھی آ گیا جب عامر خوشی خوشی اپنا بی اے کا رزلٹ لئے گھر کی جانب رواں دواں تھا۔ گھر کے راستے میں اس کو چند دوست نظر آئے۔ وہ ان سے

مبارکباد وصول کرتا آگے بڑھ رہا تھا کہ اس نے کچھ سوچتے ہوئے مڑ کر ان کو شام کو ملنے کا کہا اور خوشی خوشی گھر کی جانب چل پڑا۔ وہ بہت خوش تھا، آخر کار اس کی محنت رنگ لے ہی آئی تھی۔ اس نے نا جانے کیا کیا سوچ رکھا تھا کہ وہ اپنی

تعلیم مکمل کرنے کے بعد باعزت طور پر کام کر سکے گا۔ اسے اب شام ہونے کا انتظار تھا تا کہ وہ اپنے دوستوں سے مل کر برسوں سے دیکھے گئے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے مشورہ کرے۔ اس کام کے لیے اس کو صرف دوستوں کے مشورے کی ہی نہیں بلکہ ان سے مالی تعاون کی بھی امید تھی۔

عامر کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نا تھا۔ وہ تیار ہو کر گھر سے باہر نکلا اور پارک کی جانب چل پڑا جہاں تمام دوست اکھٹے ہوا کرتے تھے۔ وہ جا کر اسی بینچ پر بیٹھ گیا جہاں وہ بیٹھ کے کھیل دیکھتے اور قہقہے لگاتے۔ لیکن آج عامر کا دھیان بالکل بھی کھلاڑیوں کی جانب نہیں تھا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ پر بندھی گھڑی کی جانب دیکھتا اور ایک نظر پارک کے گیٹ پر ڈالتا۔ آخر کار انتظار کی گھڑیاں

ختم ہوئیں اور اس کی نظر سامنے سے آتے ہوئے دوستوں پر پڑی۔ عامر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان کے پاس اڑ کر پہنچ جائے مگر اس نے اپنے جذبات پر قابو پایا اور وہیں کھڑے ہو کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ عامر کے پاس آئے تو سب نے مل کر عامر کو مبارکباد دی اور مطالبہ کیا کہ " چل یار اب مٹھائی کھلا، تو کامیاب ہو گیا ہے، یقیناً یہ ہم سب کی کامیابی ہے"۔ عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ "ہاں کیوں نہیں تم جیسے اچھے دوست نہ ہوتے تو شاید میرے لیے کامیابی کا حصول اتنا آسان نا ہوتا"۔ تھوڑی دیر ہنسی مزاق چلتا رہا۔ کچھ دیر بعد عامر نے سنجیدگی سے تمام دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا"

تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تم سب کو آج خاص طور پر یہاں آنے کو کیوں کہا ہے؟" عامر کے سوال کے جواب میں سب نے ایک سوالیہ نگاہ عامر پر ڈالی اور ان میں سے ایک نے پوچھا" کیوں خاص طور پر کیوں؟" عامر نے بات کا آغاز کیا"اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم نا صرف اپنے لئے بلکہ اپنے علاقے کے لئے بھی کچھ کریں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سب بھی میرا ساتھ دو"۔ ان میں سے ایک دوست نے پوچھا" آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"۔ عامر نے جواب دیا" جیسا کہ ہم سب نے کمپیوٹر کورس مکمل کرلیا ہے، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم کچھ کمپیوٹر خرید کر ایک اکیڈمی کی بنیاد ڈالیں، تا کہ جو علم ہم نے حاصل کیا ہے اسے ہم اپنے علاقے کے بچوں تک پہنچا سکیں"۔ سب دوستوں نے اس سے اتفاق کیا اور ایک نے کہا" لیکن ہم یہ کام کیسے شروع کریں گے؟" پیسے کہاں سے آئیں گے؟" عامر نے کہا" قطرہ قطرہ مل کر دریا بنتا ہے ہم سب مل کر کچھ پیسے جمع کرتے ہیں اور اِس خواب کو تعبیر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔" کچھ بحث مباحثے کے بعد سب دوست متفق ہو جاتے ہیں۔ سب دوستوں نے یہ ارادہ کیا کہ جس سے جو بن پایا وہ اس اکیڈمی کے لئے کرے گا، چاہے وہ مالی امداد ہو یا کچھ اور، سب مل کر اکیڈمی کے اس خواب کو عملی جامہ پہنائیں گے۔

نادان کی دوستی

ایک کمرے میں بیٹھے نوجوانوں کو عامر انگریزی پڑھانے میں مصروف نظر آرہا ہے۔ وہ اپنی پوری کوشش کر رہا ہے کہ وہ توجہ سے اپنا لیکچر دے لیکن

اس کی نظریں بار بار سلطان کی جانب جا رہی ہیں جو پیپر سے کھیلتا نظر آ رہا ہے اس کا دھیان پڑھائی کی جانب بالکل بھی نہیں ہے۔ عامر نے اس کو خیالوں کی دنیا سے واپس کلاس میں لانے کے لیے اس کا نام پکار کر سوال پوچھا تو وہ چونکا،

اور اس کے جواب معلوم کرنے پر نفی میں سر ہلایا، لیکن چند ہی منٹ بعد وہ دوبارہ خیالوں کی دنیا میں چلا گیا۔ وہ کبھی کاغذ کا جہاز بناتا ہے اور کبھی اس کو پھاڑ دیتا ہے، عامر نے آج کے سبق کا اختتام کرتے ہوئے ابھی ہاتھ سے بورڈ مار کر رکھا ہی تھا کہ اس کے پاؤں میں سلطان کا بنایا ہوا کاغذ کا جہاز آ کر گرا۔ اس نے ایک نظر اس کاغذ کے ٹکڑے پر ڈالی اور اس کے بعد سلطان کی جانب دیکھا جو اس بات سے بے خبر کہ آج کا لیکچر ختم ہو چکا ہے اپنی ہی دنیا میں مگن کاغذ کے ٹکڑوں سے کھیل رہا تھا۔ عامر کو اس کی اس حرکت پر کافی تشویش ہوئی، پہلے ہی وہ سلطان کے ۴ دن کلاس میں نہ آنے کی وجہ سے اس سے وجہ معلوم کرنا چاہ رہا تھا۔ اسی سلسلے میں اس نے چند نوجوانوں کو بھی اس کے گھر بھیجا کہ پتہ کرے کیا وجہ ہے لیکن اس کے گھر پر تالا لگا دیکھ کر وہ واپس آ گئے، لیکن انہوں نے یہ بتایا کہ " ہم نے سلطان کو علاقے میں ہی گھومتے دیکھا ہے لیکن وہ ہمیں دیکھ کر راستہ بدل لیتا ہے۔ یہ سننے کے بعد عامر کو اور بھی تشویش ہوئی لیکن وہ خاموش رہا۔

کلاس کے اختتام پر عامر دھیمے قدموں سے چل کر سلطان کی جانب آیا اور اس کا نام پکارا۔

سلطان!

سلطان جیسے کسی گہری سوچ سے چونکا ہو اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو اس کو حیرت ہوئی کہ کلاس میں اس کے علاوہ اب کوئی طالب علم نہیں تھا۔ وہ کچھ بوکھلا کر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور پھر اس نے عامر سے کہا" میں آپ سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"۔ عامر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کو بیٹھنے کا کہا اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ عامر نے سلطان سے کہا" مجھے بھی تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ پہلے تم بتاؤ کیا کہنا چاہتے

ہو؟" سلطان نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد بولنا شروع کیا" میں اکیڈمی چھوڑ رہا ہوں، اور میں نے اسکول بھی چھوڑ دیا ہے۔ میں آپ کو یہ ہی بتانا چاہتا تھا کہ میں کل سے نہیں آؤں گا مہربانی فرما کر کسی لڑکے کو میرے گھر نہ بھجیں"۔

اب سلطان کے لہجے میں تھوڑی تلخی تھی۔ عامر سلطان سے اس رویے کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ عامر کچھ بولتا اپنی بات ختم کرتے ساتھ ہی سلطان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ اس نے یہ بھی گنوارا نہیں کیا کہ اس کا استاد اس سے جو بات کہنا چاہ رہا تھا وہ کم سے کم وہ ہی سن لیتا۔ عامر حیرت سے سلطان کو کمرے سے باہر جاتا دیکھتا رہا۔ وہ سلطان کے اس رویے کی وجہ بھی معلوم کرنا چاہ رہا تھا لیکن سلطان نے اس کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ کچھ جانتا۔ عامر نے سر جھٹکا جیسے وہ کسی برے خیال سے پیچھا چھڑانا چاہ رہا ہو اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ اپنے گھر کی جانب جاتے ہوئے سلطان کے بارے میں ہی سوچتا رہا۔ سلطان اس کی آنکھوں کے سامنے پلا بڑھا تھا، وہ ۶ بہن بھائی تھے اور اس کے والد ہی کمانے والے تھے۔ اس کے والد کے انتقال کے بعد ان کے گھر کے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے اس نے عامر کی اکیڈمی میں داخلہ لیا تھا جہاں عامر اور اس کے چند دوست مل کر ان لوگوں کی سکول کالج کی فیس کے اخراجات پورے کرتے جو پڑھائی کے اخراجات نہیں پورے کر سکتے، اس کے علاوہ یہ ایک ایسے اکیڈمی تھی جہاں وہ لینگوئج اور کمپیوٹر کے کورسز کرواتے۔ عامر ان حالات سے گزر چکا تھا جب اس کے گھر میں واحد کمائی کا سہارا اس کا باپ تھا اور اس نے باپ کا سہارا بننے کے لیے پڑھائی کے

ساتھ ساتھ کام کیا اور ایک کمرے سے کمپیوٹر سکھانے سے کام کی شروعات کی اور پھر آہستہ آہستہ ایک اکیڈمی کی صورت میں کام کرنا شروع کر دیا۔ عامر نے پیسے کمانے کا ناجائز راستہ اختیار کرنے کے بجائے محنت سے روزی کمانے کو ترجیح دی تھی وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا شاگرد ان ہی حالات سے گزرتے ہوئے کسی اندھیرے کنوئیں میں جا گرے جہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔

عامر اکثر و بیشتر سلطان کے بارے میں سوچتا رہتا اس کو کسی طور سکون نہیں آ رہا تھا۔ سلطان اس کے علاقے میں ہوتے ہوئے بھی اس کو کہیں دیکھائی نا دیتا تھا۔ وہ دعا کرتا کہ سلطان اس کو کہیں نظر آئے تو وہ اس سے بات کرے اس کو سمجھائے۔ عامر جب گھر جاتا تو وہاں بھی تالا لگا دیکھ کر مایوس ہو جاتا۔ تمام کلاسیں اپنے معمول کے مطابق چل رہی تھیں لیکن کمی تھی تو صرف سلطان کی، عامر اکثر سوچتا کہ سب کام تو ویسے ہی چل رہا ہے ایک سلطان کے نا ہونے سے کوئی کام نہیں رکا کمی رہ جائے گی تو صرف اور صرف سلطان کی زندگی میں جو کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ ایک دن عامر اور اس کے ۳ دوست سڑک کے کنارے بنے ہوٹل سے چائے پی رہے تھے کہ اچانک موٹر سائیکل پر سوار ۲ لڑکے آئے اور انہوں نے ہوٹل والے سے بھتے کا مطالبہ کیا۔

ہوٹل والے نے کانپتے ہوئے کہا" میں ایک ہفتے تک بھتے کے پیسوں کا انتظام کر دوں گا"۔ اگر ایک ہفتے تک پیسوں کا انتظام نہ ہوا تو نتائج کے ذمہ دار تم خود ہوگے "وہ اس کو دھمکی دیتے ہوئے واپس مڑے تو عامر کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا کہ بھتہ وصول کرنے والوں میں سلطان بھی شامل تھا۔ عامر اس کو گینگ کے لوگوں کے ساتھ دیکھ کے سکتے میں رہ گیا۔ آج اس نے جو سب دیکھا اس کے باوجود اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا اور وہ چاہتے ہوئے بھی سلطان سے بات نہیں کر پا رہا تھا۔ ابھی وہ سر جھکائے کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ فائرنگ کی آواز سے چونکا، جیسے ہی اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو سلطان زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور وہ نوجوان جو موٹر سائیکل چلا رہا تھا اس کو وہیں تڑپتا چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔ اور دوسری جانب سے آنے والا موٹر سائیکل بھی دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ عامر جلدی سے سلطان کی جانب لپکا جیسے ہی اس نے سلطان کو اٹھایا درد کی شدت سے نڈھال ہوتے ہوئے سلطان بے ہوش ہو گیا۔ عامر نے ایمبولینس بلوائی، سلطان بے ہوش تھا۔ عامر اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔ گولی سلطان کے سینے پر لگی تھی عامر ہسپتال پہنچنے تک بار بار سلطان کی سانس چلنے کی تصدیق کرتا۔ اب ایمبولینس ہسپتال پہنچ چکی تھی۔

چھ گھنٹے کے کامیاب آپریشن کے بعد اب سلطان کو بیڈ پر لا کر لٹایا گیا تھا۔ عامر سلطان کے سرہانے بھوکا پیاسا پریشان بیٹھا تھا۔ آخر کار ایک گھنٹے کے بعد سلطان کو ہوش آ گیا، اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں۔ جیسے ہی اس نے اپنے سرہانے بیٹھے عامر کو دیکھا اس نے عامر سے نظریں چرا لیں۔ عامر نے سلطان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو سلطان کی آنکھوں سے

آنسو چھلک پڑے۔ عامر نے سلطان سے کہا" میں انتظار کرتا رہا کہ جن لوگوں کے لیے تم موت کے منہ سے نکل کر اس حال تک پہنچے ہو شاید ان میں سے کوئی آ جائے، لیکن افسوس ابھی تک کوئی تمہاری خبر تک نہیں لینے آیا کہ تم گولی لگنے سے بچ بھی گئے ہو یا نہیں۔" اب ایک آنسوؤں کا سیلاب تھا جو سلطان کی آنکھوں سے رواں تھا، جو کہ رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ عامر نے مزید کہا" میں نے تمہارے گھر والوں کو اطلاع دے دی ہے وہ ابھی کچھ ہی دیر میں آنے والے ہوں گے میرے خیال سے مجھے چلنا چاہیے"۔

جیسے ہی عامر جانے کے لیے اٹھا سلطان نے عامر کا ہاتھ تھام لیا۔ عامر نے اس کی جانب دیکھا اور کچھ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" اگر تمہیں میری ضرورت ہوتی تو شاید تم مجھ سے اپنی پریشانی بیان کرتے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم نے ایک ایسی راہ کا انتخاب کیا جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔" سلطان نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا" مجھے معاف کر دیں پیسوں کی لالچ نے مجھے اندھا کر دیا تھا، لیکن میں کس سمت جا رہا ہوں مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا۔" تھوڑی دیر کے لیے سلطان خاموش ہوا تو عامر نے کہا میں تمہارے سامنے ایک مثال ہوں جس نے اپنے باپ کا سہارا بننے کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھی اور میں آج اس مقام پر ہوں کہ زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی لیکن اپنے لیاری کے لیے کچھ کر سکتا ہوں۔" اس نے ایک گہری نگاہ سلطان کے چہرے پر ڈالی اور کہا" تم سلطان! تم سے مجھے یہ

انڈویجوئل لینڈ
انفرادی آزادی کے لئے کوشاں
KYI
Karachi Youth Initiative
علم بڑی طاقت ہے۔۔۔۔
تاریک رات کا چاند
سچی کہانی پر مبنی

توقع نہیں تھی، تمہارے پاس جتنے سرٹیفکیٹ ہیں اس کے لیے تو تم ہمارے اکیڈمی میں بھی کام کر سکتے تھے۔لیکن ۔۔۔۔شاید اس سے آگے عامر کے الفاظ ختم ہوگئے تھے۔تبھی اس کی نگاہ ہسپتال کے کمرے کے دروازے میں کھڑی سلطان کی ماں پر پڑی۔ سلطان کی ماں نے عامر کو اپنی جانب آتا دیکھا تو جلدی سے آنسو پونچھتی سلطان کی جانب بڑھیں۔عامر ان کو کمرے میں آتا دیکھ کر باہر نکل گیا۔

وقت گزرتا گیا عامر بھی اپنی زندگی میں مصروف ہو گیا ہاں البتہ وہ کبھی کبھار سلطان سے ملتا اور اس کا حال پوچھتا۔ سلطان اپنے کیے پر بہت شرمندہ تھا، اب حالات یہ تھے کہ وہ کوئی اچھا کام کرنا چاہتا تھا لیکن اس حال میں نہیں تھا کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ عامر اس کو حوصلہ دیتا اور سمجھاتا کہ بروقت وہ برائی کو سمجھ گیا ہے اور اس کو سزا بھی مل گئی ہے۔سلطان کو افسوس تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے گھر والوں کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ لیکن اب وہ اس کام کو ترک کرنے کا ارادہ کر چکا تھا اس لیے اس کو اس بات کا اطمینان تھا کہ اب عامر اس کے ساتھ ہے۔

حوصلہ

آج کے دن کا آغاز کچھ ایسا تھا کہ محسوس ہو رہا تھا کہ سورج سوا نیزے پر آ کر اپنی پوری آب و تاب دیکھا رہا ہے۔ عامر اکیڈمی جانے کے لیے گھر سے نکلا تھا، وہ سڑک پار کر ہی رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی، وہ ویل چیر پر تھی اور کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح سڑک پار کر سکے۔ تبھی عامر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھا اور اس سے مخاطب ہوا"سڑک پار کرنے میں میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟" اس لڑکی نے سر سے پاؤں تک عامر کو دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔ جیسے ہی عامر نے اس کو سڑک پار کروائی اس لڑکی نے اس سے اکیڈمی کا راستہ پوچھا۔ عامر نے اس کو بتایا" میں اسی جانب جا رہا ہوں بلکہ آپ جس اکیڈمی کا پوچھ رہی ہیں میں ہی اس اکیڈمی کا آغاز کرنے والوں میں سے ایک ہوں"۔ یہ جان کر اس لڑکی مطمئن ہوگئی اور کہا" اس کا مطلب ہے میں صحیح جگہ پر آئی ہوں"۔اب عامر تیز قدم اٹھاتا لڑکی کی ویل چیر کو دھکیلتا اکیڈمی میں داخل ہو رہا تھا۔

دھوپ اور گرمی کی وجہ سے دونوں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ جیسے ہی انہوں نے اکیڈمی میں قدم رکھا سکون کی ایک لہر ان کی روح تک کو تر و تازہ کر گئی۔ اس نے پانی لانے کو کہا۔" میرا نام عامر ہے" عامر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا" کیا میں آپ کا نام جان سکتا ہوں اس نے لڑکی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔" جی ہاں کیوں نہیں

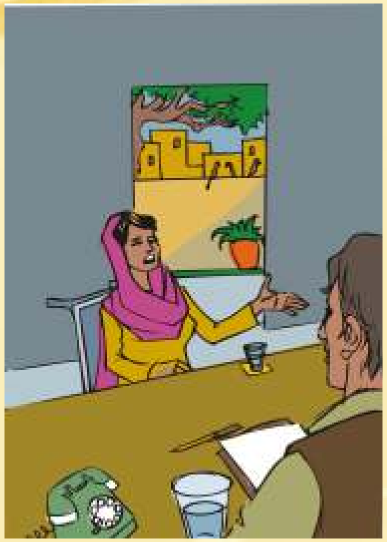

میرا نام عائشہ ہے۔ میں نے آپ کی ایک شارٹ فلم دیکھی تھی جس میں لیاری میں امن و امان قائم کرنے اور لیاری کی معاشرتی بیماریوں کے نوجوانوں پر اثرات کے حوالے سے بہت متاثر کن پیغام دیا گیا تھا۔" یہ کہنے کے بعد اس نے تھوڑا توقف کیا تو عامر نے کہا" شارٹ فلم پسند کرنے کا بہت شکریہ لیکن کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ آپ کا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے۔" عائشہ نے کہا جی ہاں میں اسی جانب آ رہی تھی پھر اس نے کہا، میں چاہتی ہوں آپ ان لوگوں کے لیے بھی فلم بنائیں جو لیاری میں ہونے والی ان معاشرتی بیماریوں کا شکار ہونے سے معذور ہو گئے ہیں ، ہمیں ان کی ہمت بندھانے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کسی کے تشدد کا نشانہ بننے کے بعد اب اس قابل بھی نہیں رہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ لیکن آپ لوگ ہی ان کو کچھ کرنے کا حوصلہ دلا سکتے ہیں تا کہ وہ اپنی معذوری کو کمزوری نہ بنائیں۔" عائشہ یہ کہنے کے بعد خاموش ہوئی تو عامر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا" ابھی ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم فلم بنا سکیں"۔ لیکن پھر عامر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا، کچھ سوچنے کے بعد اس نے اپنی بات کا دوبارہ آغاز کیا۔" عائشہ آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے، ہم کوشش کریں گے

کہ یہ کام جلد از جلد کرنے کی کوشش کریں۔"

عائشہ کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے کہا" میں یہ جان سکتا ہوں کہ آپ کو یہ خیال کیسے آیا؟" اب عائشہ کے چہرے پر افسردگی کے گہرے سائے نمایاں تھے۔ اس نے سر جھکا لیا اور بولنا شروع کیا" ایک لمبی داستان ہے میں کوشش کرتی ہوں کہ چند جملوں میں اپنی اس معذوری کی داستان آپ تک پہنچا سکوں۔" عائشہ کی یہ کہنے پر عامر کو خیال آیا کہ وہ یہ بات تو یکسر فراموش کیے بیٹھا تھا کہ ہو سکتا ہے اس کی معذوری کی وجہ بھی لیاری کا ہی کوئی واقعہ ہو، وہ اب کچھ شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔ لیکن اس کی توجہ عائشہ کی جانب تھی وہ سننا چاہ رہا تھا کہ آخر وہ کیا حالات ہیں جن کے سبب عائشہ یہاں تک پہنچی۔ عائشہ اپنی داستان سنا رہی تھی۔" میرے بھائی کی دوکان سے چند لڑکوں نے بھتہ مانگا، نا دینے پر وہ لوگ گھر آ گئے اور بھائی کے ساتھ نوبت جھگڑا کرنے تک آ پہنچی۔ ہم سب پریشان ہو کر یہ دیکھ ہی رہے تھے کہ انہوں نے اچانک اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی ۔ مجھے بھی دونوں ٹانگوں میں گولیاں لگیں اور۔۔۔" یہ کہنے کے بعد عائشہ خاموش ہو گئی اور اپنے آنسو پونچھنے لگی۔ عامر نے اس کو حوصلہ دیا اور کہا کہ وہ ضرور کچھ کرے گا۔ عائشہ نے کہا" اب میں اس سے زیادہ آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی مجھے اب اجازت دیں میں جانا چاہوں گی۔ ابھی عامر کچھ بولتا اس سے پہلے ہی عائشہ اپنی ویل چیئر دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر کی جانب چل پڑی۔ عامر اس کو باہر جاتا دیکھ رہا تھا۔ عامر کی نظر اچانک گھڑی پر پڑی تو اس کو خیال آیا کہ کافی دیر ہو چکی ہے ۔ اس کی کلاس شروع ہوئے بھی ۱۰ منٹ گزر گئے ہیں۔ وہ جلدی جلدی قدم اٹھاتا کلاس کی جانب بڑھ گیا۔

کلاس لینے کے بعد عامر اکیڈمی سے نکل رہا تھا تو اس کو سلطان نظر آیا۔ ابھی وہ سلطان کو آواز دینے ہی والا تھا کہ سلطان نے اس کو دیکھا اور اس کی جانب آیا۔ سلطان اکیڈمی کا بورڈ لگوا رہا تھا۔ عامر نے اس کو چھیڑا "ہم اکیڈمی کے کورسز میں ایک کورس کا اضافہ ناں کر لیں؟" سلطان نے بہت تعجب سے کہا" کون سا کورس؟" عامر نے کہا " بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر لانے کا کورس" سلطان اس کی بات سمجھتے ہوئے ہنس دیا۔

اب عامر کچھ سنجیدہ نظر آ رہا تھا ۔ اس نے سلطان سے کہا" مجھے تم سے کوئی بات کرنی ہے"۔ وہ ہوٹل کی جانب چل پڑے جہاں وہ اکثر بیٹھ کر بات کیا کرتے تھے۔ چلتے چلتے عامر نے عائشہ کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو اس کو بتائی۔ سلطان ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ عامر نے کہا "سلطان تمہیں پتہ ہے تم جس کام کے لیے جا رہے تھے اس سے کتنے گھر اجڑتے ہیں؟" سلطان نے ایک گہرا سانس لیا اور اثبات میں سر ہلایا۔ عامر نے مزید کہا" میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ اس شارٹ فلم کا سکرپٹ لکھو، اس کے لیے تمہیں معاوضہ بھی ملے گا۔ " سلطان کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آ رہے تھے اس نے کہا میں ضرور میں تیار ہوں۔ اس کے بعد دونوں کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔

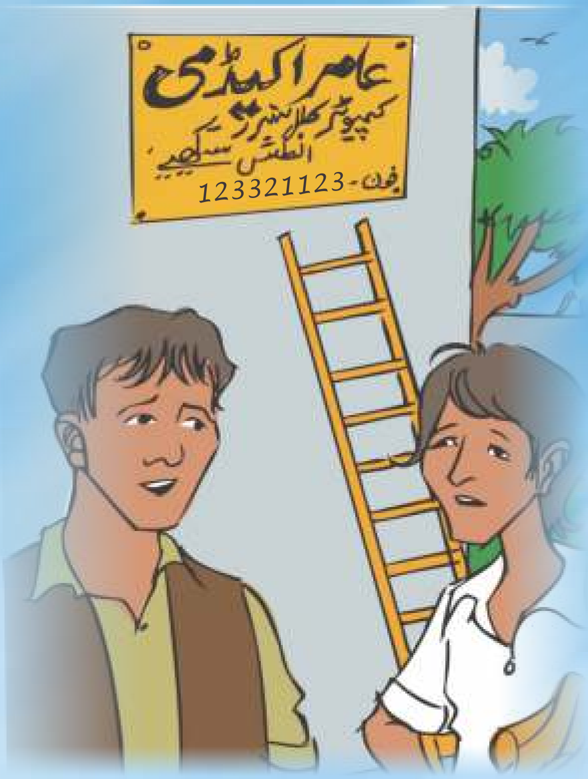

روشن مستقبل

عامر اپنے گھر بیٹھا ہے کمرے کی دیوار کے ساتھ لگی گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز کے سوا کمرے میں کوئی آواز نہیں ہے۔ نا جانے عامر کن خیالوں میں گم بیٹھا ہے، تبھی ایک چرچراہٹ کے ساتھ دروازہ کھلتا ہے اور عامر کی بیوی دروازے سے اندر آ کر عامر کو بتاتی ہے" کل بچوں کے اسکول میں رزلٹ آ رہا ہے، آپ اور میں کل وہاں جا رہے ہیں۔ اپنی باقی مصروفیات کو کل کے دن تھوڑا کم رکھیے گا۔" عامر کی بیوی اپنی بات مکمل کرنے کے بعد خاموش ہو کر عامر کی جانب دیکھ رہی ہے جو ابھی بھی کسی سکتے کی سی کیفیت میں بیٹھا ہے۔ وہ کچھ دیر عامر کو دیکھتی ہے اس کے بعد جا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے۔ عامر چونک کر اس کی جانب دیکھتا ہے تبھی وہ اس سے کہتی ہے " شاید میں نے آپ سے کچھ کہا ہے، آپ کہاں کھوئے ہوئے ہیں۔" " کوئی پریشانی ہے"۔ عامر نفی میں سر ہلاتا ہے۔ وہ عامر کے سامنے بیٹھ جاتی ہے۔ اب عامر بیوی کی جانب دیکھ کر کہتا ہے " تم نے مجھے کچھ کہا؟ کیا کہہ رہی تھی؟"۔

بیوی کہتی ہے" ہم کل بچوں کے اسکول رزلٹ پر جا رہے ہیں" عامر کہتا ہے ہاں کیوں نہیں ہم ضرور جائیں گے لیکن۔۔۔" تھوڑی دیر کے لیے وہ کچھ سوچتا ہے اور بات دوبارہ شروع کرتا ہے۔ " کل میری ایک کلاس تھی لیکن کوئی بات نہیں میں فہد کو کہہ دوں گا وہ میری جگہ پڑھا دے گا۔" بیوی

پوچھتی ہے آپ آج بہت خاموش ہیں کوئی بات ہے تو بتائیں؟" عامر کہتا ہے نہیں ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے، بس یہ ہی سوچ رہا تھا کہ کیا کھویا اور کیا پایا ۲۰۰۹ء وہ سال جب میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ اکیڈمی کا آغاز کیا تھا۔" بچوں کی فیسیں دیں، کم فیس میں کورس کروائے ہمارے لگائے ہوئے پودے اب تناور درخت بن چکے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو انگریزی اور کمپیوٹر کے کورس کرنے کے بعد اب باعزت روزگار کما رہے ہیں۔ ہاں چند نوجوان ہیں جو ابھی فارغ ہیں ان کا کیا ہوگا بس یہ ہی سوچ رہا تھا۔" بیوی نے کہا" آپ نے خود ہی کہا کہ آپ کے لگائے ہوئے پودے تناور درخت بن چکے ہیں، اب وہ اس دور سے گزر چکے ہیں کہ زمانے کی سرد و گرم کا سامنا کرتے ہوئے وہ اس دور میں ہیں جہاں درخت پھل نا بھی دے تو وہ سایہ تو فراہم کر ہی سکتا ہے۔ آپ پریشان نا ہوں اس کے لیے بھی کوئی اچھا سبب ضرور بنے گا۔" عامر نے مسکرا کر بیوی کی جانب دیکھا اور ایک سکون کا سانس لیا۔

اگلے دن صبح عامر کی آنکھ کھلی جب اس کی بیٹی اس کو جگا رہی تھی" پاپا ماما نے ناشتہ لگا دیا ہے، آپ ہمارے ساتھ اسکول جا رہے ہیں ناں آج ہمارا رزلٹ ہے"۔ عامر نے آنکھیں کھولیں اور بیٹی کو پیار کرتے ہوئے اٹھ کے بیٹھ گیا" جی میں آپ کے ساتھ جاؤں گا آپ چل کے ناشتہ کرو میں آ رہا ہوں"۔ تیار ہو کر عامر اس کی بیوی اور بچے اسکول پہنچے۔ جب عامر کی بیٹی کی سٹیج پر جانے کی باری آئی تو اس کے لیے استانی نے ایک اعلان کیا جسے سن کر عامر کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ اعلان کچھ یوں تھا" پوری کلاس میں انگریزی میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی بچی ہیں

فاطمہ عامر" عامر اپنی کرسی سے کھڑا ہو کر زور و شور سے تالیاں بجانے لگا وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک دن اس کی بیٹی اس کا نام روشن کرے گی۔ فاطمہ سٹیج پر گئی اور انعام لے کر ماں باپ کے پاس واپس پلٹی۔ وہ ماں کے گلے لگ کر خوشی سے اپنے ہاتھ میں لیا انعام ماں کو دیکھا رہی تھی۔ اب اس نے عامر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا" پاپا اب میں آپ سے ایک بہت بڑا انعام لوں گی" عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" کیوں نہیں میری گڑیا جو کہے گی میں اسکو لے کر دوں گا۔" فاطمہ نے کہا میں آپ کو اپنی ہیڈ مسٹریس سے ملوانا چاہتی ہوں وہ بہت اچھی خاتون ہیں۔ میں بھی بڑی ہو کر ہیڈ مسٹریس بنوں گی۔" عامر نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس سے کہا" کیوں نہیں میری بیٹی اللہ تمہیں بہت کامیاب کرے گا۔ چلو ہم ہیڈ مسٹریس کے کمرے کی جانب چلتے ہیں۔"

اب اسکول کی گراؤنڈ میں بہت کم بچے نظر آ رہے تھے، بہت سے بچے اپنے والدین کے ساتھ گھروں کی جانب روانہ ہو چکے تھے۔ جو گراؤنڈ میں رہ گئے تھے وہ باتیں کرنے میں اور استانیوں سے ملاقات کرنے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ عامر ان کی بیوی اور فاطمہ ہیڈ مسٹریس کے کمرے میں پہنچے اجازت لے کر وہ ہیڈ مسٹریس کے میز کے سامنے لگی کرسیوں پر بیٹھ گئے فاطمہ اب باپ کی کرسی کے پیچھے کھڑی تھی۔ ہیڈ مسٹریس نے مسکرا کر فاطمہ کی جانب دیکھا اور ایک

نظر عامر کی جانب ڈال کر کہا" مجھے فاطمہ پر فخر ہے میں چاہتی ہوں یہ ہمارے اسکول کا نام روشن کرنے میں سرِفہرست ہو"۔عامر نے کہا" ایسا ہی ہوگا، میری بیٹی کو آپ جیسا بننا ہے۔" ہیڈ مسٹریس مسکرا دیں، وہ تقریباً ۵۰ سے ۵۲ سال تک کی خاتون تھیں، آدھے سر کے بال سفید تھے ،سلیقے سے سر پر رکھا دوپٹہ ان کی پروقار شخصیت کو اور بھی متاثر کن بنا رہا تھا۔انہوں نے عامر سے پوچھا" آپ کیا کرتے ہیں؟"۔عامر نے بتایا کہ وہ ایک اکیڈمی چلاتا ہوں اور وہاں انگریزی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کورسز بھی کرواتے ہیں ۔ میں بہت عرصہ سے چاہتا تھا کہ کسی اسکول والوں سے بات کروں اور آج مجھے یہ موقع مل ہی گیا۔" ہیڈ مسٹریس نے حیرت سے پوچھا " آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟" عامر نے جواب دیا" آپ تو جانتی ہیں کہ آج کل کے دور میں کمپیوٹر سیکھنا اور کمپیوٹر کی تعلیم نا صرف لڑکوں کے لیے بلکہ لڑکیوں کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔لڑکے تو کہیں ناں کہیں سے سیکھ ہی لیتے ہیں لیکن لڑکیوں کو ایسے مواقع کم میسر آتے ہیں ۔" عامر نے تھوڑا توقف کیا تو ہیڈ مسٹریس نے بات آگے بڑھانے کے لیے کہا" میں سمجھ رہی ہوں کہ آپ کیا کہ رہے ہیں لیکن ہم آپ کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟" عامر نے کہا" میں چاہتا ہوں کہ اسکول میں لڑکیوں کے لیے ایک کلاس کا انعقاد کریں میں اس کے لیے اپنا کچھ وقت نکال

کر بغیر معاوضے کے کام کرنے کو تیار ہوں، لیکن اس کے لیے مجھے آپ سے اجازت چاہیے کہ میں اسکول کی کمپیوٹر لیب استعمال کر سکوں اور وہاں پر بچیوں کو اس مہارت سے آراستہ کر سکوں۔"اسکول کی پرنسپل نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا" آپ کی سوچ بہت اچھی ہے لیکن فوری طور پر میں آپ کو اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتی میں کچھ سوچنے کے بعد آپ کو مطلع کروں گی " ۔ عامر نے کہا" میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا" ۔اسی وقت کوئی ہیڈ مسٹریس کے کمرے میں آیا وہ شاید کوئی اور والدین تھے جوان سے ملنا چاہتے تھے۔ عامر نے شکریہ ادا کیا اور وہاں سے باہر آ کر گھر کی جانب چل پڑے۔

اگلے دن اکیڈمی میں نئے لوگوں کے ساتھ ان کی پہلی کمپیوٹر کی کلاس لیتے ہوئے عامر ان کو اپنی اکیڈمی کے ان حالات کے بارے میں بتا رہا ہے جب انہوں نے ایک کمپیوٹر سے اس سفر کا آغاز کیا تھا۔ عامر نے ایک نوجوان سے پوچھا" آپ نے کیوں اس اکیڈمی میں ایڈمیشن لیا ؟ "تو اس نے کہا" اس کی فیس باقی اکیڈمیوں سے کم ہے۔" عامر نے کہا "یہ ہی وجہ ہے کہ ہم آج کامیاب ہیں "۔ ایک لڑکی عامر کے پاس آئی اور کہا کہ اس کی کل بورڈ کی فیس جانی ہے اور عامر نے کہا تھا کہ اکیڈمی اسکا خرچہ اٹھائے گی کیا وہ آج اس کو پیسے دے دے گا تو عامر اس کو کلاس کے بعد آفس میں آنے کو کہتا۔ عامر اب نوجوانوں کو پڑھانے میں مصروف نظر آرہا ہے۔

لیاری کی شان

اس رسالے کے ذریعے آپ سے آدھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ہمیں اپنے خیالات سے آگاہ کریں کہ آپ کو اپنے ہی علاقے کے لوگوں کے بارے میں جان کر کیسا لگا اور کیا آپ ان لوگوں کو پہلے بھی جانتے تھے؟

آپ ہمیں ان لوگوں کی داستانیں بھی بھیج سکتے ہیں جو آپ کے علاقے میں کسی مثبت کام کرنے یا کروانے میں سرگرم ہیں۔ اگر آپ نے اپنے علاقے میں کسی اچھے کام کی بنیاد ڈالی ہے، اگر آپ کو کبھی تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہو یا آپ کسی غلط کام سے بھاگ کر کسی مثبت کام کی جانب آئے ہیں اس صورت میں بھی آپ اپنی کہانی ہمارے ساتھ شیئر کر سکتے ہیں۔

کیا آپ کو لیاری کی مشہور شخصیات کے بارے میں معلوم ہے؟ اگر ہاں تو ان کے کوائف ہمارے ساتھ شیئر کر کے اس رسالے میں لیاری کی پہچان کو اجاگر کرنے کا حصہ بنیں۔ اگر نہیں تو ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ۔۔۔۔

مشہور اولمپک باکسر حسین شاہ لیاری سے تعلق رکھتے ہیں۔

سکندر بلوچ جو باڈی بلڈنگ میں سابق مسٹر پاکستان رہے ہیں ان کا تعلق بھی لیاری سے ہے۔

عمر بلوچ، غلام عباس اور استاد قاسم لیاری کے مشہور فٹ بال کھلاڑی ہیں۔

واجہ خیر محمد ندوی وہ سکالر ہیں جنھوں نے قرآن کو بلوچی زبان میں لکھا آپ کا تعلق بھی لیاری سے ہے۔

واجہ غلام محمد نور الدین تعلیم کے شعبے سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ لیاری سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان شخصیات کے بارے میں بھی مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے پڑھتے رہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ہی کے علاقے لیاری میں بہت سے ایسے نام ہیں جنہوں نے نہ صرف لیاری کے لیے کام کیا ہے بلکہ دنیا بھر میں پاکستان کا نام بھی روشن کیا ہے۔

ادارے سے آگاہی

انڈ ویجوئل لینڈ (آئی ایل) پاکستان اپنے آغاز ہی سے نوجوانوں کی ترقی کیلئے مصروفِ عمل رہا ہے۔ "فرد میگزین" اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جو پچھلے دو سالوں سے نوجوانوں سے متعلق مختلف موضوعات پر روشنی ڈالنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان کے ۲۴ اضلاع میں "بیپ: نوجوان امن کے سفیر" کے عنوان سے تقریری مقابلوں کا کامیاب انعقاد، منتخب کردہ ۲۲ نوجوانوں کو لیڈرشپ اور کمیونیکیشن کی تربیت اور ٹیلی ویژن ریئیلٹی شو آئی ایل پاکستان کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جنوبی پنجاب کے ۴ اضلاع اور خیبر پختونخواہ کے شہر پشاور میں مضمون نویسی کے مقابلے اور کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات کی لیڈرشپ اور کمیونیکیشن پر دو زورہ تربیت کا انعقاد بھی انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان نے جنوبی پنجاب میں نوجوانوں کو ایک متبادل فراہم کرنے کی خاطر ایک کامِک بُک "شکیباں" کا اجراء بھی شروع کیا ہے۔ آئی ایل نے حال ہی میں لیاری کے محنتی اور کامیاب نوجوانوں کی کہانیاں عوام تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا ہے تا کہ خصوصاً لیاری کے نوجوان اِن کہانیوں سے سبق حاصل کر سکیں۔